حافظ ابن کثیرؒ کا فقہی منہج: تفسیر ابن کثیر کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The Methodology of Jurisprudence of Hafiz ibn Kaseer in Tafseer: A study in light of Tafseer ibn Kaseer

انوار الحق[i] ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی[ii]

Abstract

Tafsıˆr ibn Kathıˆr is a famous and wellknown exegesis of the Holy Qur'an .It has been accepted all over the Muslim world as a valuable source of explanation for the Holy Qur'an .It is written by Hafiz Abu al-Fida' Isma'il bin 'Umar bin Kathir al-Qurashi Al-Busrawi known as ibn Kathıˆr . He explained the verses of the Holy Qur'an which were related to the practical life of the believers.In this explanation he discussed many issues of jurisprudence and adapted a particular methodology for that.In this article has been disssed the methodology of Hafiz ibn Kathıˆr with reference to the issues of jurisprudence.

Since he belonged to Shafi'i school of thought he at many places in his Tafsıˆr supported the Shafi'i viewpoint but in an unbiased and impartial manner.At some places even find departure from the shafi view point in favour of some other view points due to strong arguments.It indicates that he was Imam having an independent opinion and not a blind follower.His scholarly discussions at varios places about the view point of other imams of schools of jurisprudence with reference to a particular issue add value to this masterpiece of Tafsıˆr.His support for any one of them was entirely based upon the arguments which he has mentioned at some places. While discussing the arguments, he has also mentioned the one which was abrogating and the one which was abrogated so that a particular view point is proved.At times we see that he has strongly supported the majority point of view.At times we see him giving references to the books written by the jurists. Thus we find that he has refered to ‘al umm’ and ‘alimla’ two books of Imam Shafi'i in this Tafsıˆr .The weak point of view of some Imam with reference to issues of jurisprudence has also been mentioned by him in this Tafsıˆr .Thus we find that he was

i پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، ہائیٹک یونیورسٹی، ٹیکسلا

ii پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، ہائیٹک یونیورسٹی، ٹیکسلا

skilful jurisprudent who has discussed the issues of jurisprudence in his Tafsı^r in a very detailed manner.

Key words
Jurisprudence, exegesis, methodology, abrogating, abrogated

فقہی احکام سے متعلقہ آیات کی تفسیر

قرآن پاک تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔اس میں اللہ تعالی نے انسان کی رہنمائی کے لئے آیات نازل فرمائی ہیں۔ یہ آیات عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاملات سے متعلق ہیں۔ جن آیات میں اللہ تعالی نے عملی احکام جیسے نماز، زکاۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کا ذکر کیا ہے وہ علم الفقہ کا موضوع ہے۔ایسی آیات کی تعداد کتنی ہے اس میں مفسرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔امام سیوطی کہتے ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ پانچ سو ہیں، بعض کے نزدیک اس سے زیادہ ہے اور بعض کے نزدیک یہ دو سو کے قریب ہے[1]۔ بعض مفسرین نے احکام پر مشتمل ان آیات کو جمع کر کے ان کی تفسیر لکھی ہے۔ایسی تفسیر کو احکام القرآن کہتے ہیں۔اس کی مثالیں مندرجہ ذیل کتب ہیں۔

1. **احکام القرآن**: یہ قاضی ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق کی کتاب ہے جو 2005 عیسوی میں دار ابن حزم بیروت سے شائع ہوئی ہے۔
2. **احکام القرآن**: یہ احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی کی کتاب ہے جو 1994 عیسوی میں دار الکتب العلمیۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔
3. **احکام القرآن**: یہ علی بن محمد بن علی، الکیا الہراسی الشافعی کی کتاب ہے۔یہ 1405 ہجری میں دار الکتب العلمیۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

مفسرین کرام نے اپنی تفاسیر میں ان آیات کی تفسیر لکھی ہیں اور اس میں فقہی احکام بھی بیان کئے ہیں۔ تمام تفاسیر میں ان آیات کی توضیح و تشریح میں فقہی احکام کا بیان موجود ہے اور ہر مفسر نے اس کے لئے الگ اسلوب اور منہج اختیار کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر ایک مشہور اور مقبول تفسیر ہے۔اس کا تعلق تفسیر بالماثور کی قسم سے ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس میں فقہی احکام جابجا بیان کئے ہیں جس میں آپ نے ایک اسلوب اور طریقہ اپنایا ہے۔اس مقالے میں اسلوب اور منہج کی وضاحت کی گئی۔

آپ مسلکاً شافعی تھے

حافظ ابن کثیرؒ شافعی المذہب تھے۔آپ نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ میں خود لکھا ہے:

كتبه إسماعيل بن كثير بن صنو القرشي الشافعي [2]

"اسماعیل بن کثیر بن صنو قرشی شافعی نے اسے تحریر کیا ہے۔"

آپؒ نے اپنے زمانے کے شافعی فقہاء سے علم حاصل کیا اور ان کے بارے میں کتاب لکھی۔ آپ نے امام شافعی کے بارے میں مناقب شافعی کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔ اُس وقت شام اور مصر میں شافعی مذہب متداول تھا۔ امام سبکیؒ فرماتے ہیں:

وَهَذَانِ الإقليمان وَمَا مَعَهُمَا من عيذاب وَهِي مُنْتَهى الصَّعِيد إِلَى الْعرَاق مَرْكَز ملك الشَّافِعِية مُنْذُ ظهر مَذْهَب الشَّافِعِي [3]

"یہ دو اقلیم شام اور مصر اور اس کے ساتھ عیذاب کا جو علاقہ ہے شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ قضاء اور خطابت شافعی مذہب ے علماء ہی کے ساتھ تھی۔"

آپ نے اپنی تفسیر میں بھی شافعی مسلک کی تائید کی ہے۔ آپ کی تفسیر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے امام شافعی کی رائے کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل کلمات استعمال کئے ہیں:

وَهُوَ الَّذِی نَصَّ عَلَيهِ الشَّافِعِی،وَقَدْ نَصَّ عَلَيهِ الشافعی الشافعی،هُوَ الْقَوْلُ الذی نص علیه الشافعی

آپ کی طرف سے شافعی مسلک کی تائید مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہوتی ہے:

1۔آپؒ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سے امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ نے استنباط کیا ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کے لئے احرام باندھنا افضل ہے اور اگر کوئی ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں احرام باندھے تو وہ بھی جائز ہے۔ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ احرام صرف حج کے مہینوں میں درست ہے باقی مہینوں میں حج کے لئے احرام درست نہیں ہے۔"

آپ نے امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید کی ہے اور اس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل دیئے:

أ. اس آیت میں نحاۃ کے نزدیک ایک اور لفظ مقدر ہے اور وہ وقت ہے یعنی یہ اس طرح ہےوَقْتَ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کے اوقات معین ہیں اس طرح حج کا بھی وقت معین ہے اور وہ اشہر الحج ہیں تو لہٰذا اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حج کے لئے احرام درست نہیں ہے۔

ب. اس طرح رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے:

لَا يحْرِمُ بِالْحَجِّ الَّا فِی أَشْهُرِ الْحَجِّ فَانَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ انْ تُحْرِمَ بِالْحَجِّ فِی أَشْهُرِ الْحَجِّ [4]

"حج کے لئے صرف اشہر الحج میں احرام باندھ دیا جائے کیونکہ حج کے حوالے سے یہی سنت ہے۔"

اس حدیث میں ''من السنۃ'' کے الفاظ استعمال ہوئے اور جب ایک جلیل القدر صحابی ابن عباسؓ کی طرف سے یہ الفاظ استعمال ہو جائے تو وہ پھر مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں۔

2۔ قربانی کا وقت کیا ہے۔ آپؒ نے اس میں بھی شافعی مذہب کی تائید کی ہے۔ آپؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے:

وَأَنَّ الرَّاجِحَ فِي ذَلِكَ مَذْهَبُ الشَّافِعِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ أَنَّ وَقْتَ الْأُضْحِيةِ من يوم النحر إلى آخر التَّشْرِيقِ[5]

"راجح اس میں امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے ایام التشریق کے آخر تک ہے۔"

3۔ نماز میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے اور اگر کوئی نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ آپؒ نے اس کا دفاع کیا اور دلائل سے اسے ثابت کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

أن الشافعي رحمه الله يقول بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي الصلاة سلفا وخلفا كما تقدم، ، ولله الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ، فَلَا إِجْمَاعَ عَلَى خِلَافِهِ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ لَا قَدِيمًا وَلَا حَدِيثًا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.[6]

"الغرض امام شافعی نماز میں رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کے قائل ہیں۔ یہ آپؒ کے سلف اور خلف دونوں سے ثابت ہے۔ لہٰذا آپؒ کے خلاف اس قول میں کوئی اجماع نہیں ہے۔"

4۔ آپ نے صعید کی تعریف میں بھی امام شافعیؒ کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس کا دلائل سے دفاع کیا۔[7]

آپ شافعی تھے لیکن متعصب نہیں تھے۔

آپ شافعی تھے لیکن متعصب نہیں تھے۔ آپ دوسرے ائمہ کے مذاہب کے ساتھ عدل اور انصاف کا معاملہ کرتے تھے۔ آپؒ جب فقہی احکام کا بیان کرتے ہیں تو دلائل کے ساتھ تمام فقہاء کے آراء بیان کرتے ہیں اور راجح قول کے لئے دلائل دیتے ہیں۔ اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ حافظ ابن کثیرؒ نے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ[8] کی تفسیر میں چوری کے نصاب کے تعین میں مندرجہ ذیل فقہاء کے اقوال دلائل کے ساتھ ذکر کئے :

أ. امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کم از کم نصاب دس درہم ہے کیونکہ جس ڈھال میں رسول اللہ ﷺ نے چور کا ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی[9]۔

ب. امام مالکؒ کے نزدیک تین درہم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجن ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت تین درہم تھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے[10]۔

ت. امام شافعیؒ کے نزدیک ربع دینار ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر کاٹا جائے گا[11]۔

ث. امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ربع دینار اور اور تین درہم دونوں ہیں۔ جس کی چوری کسی ایک کے برابر ہوئی یا دونوں کے برابر ہوئی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ نے مندرجہ بالا دونوں احادیث پر عمل کیا ہے۔

3۔ نماز میں تعوذ کے الفاظ کیا ہوں اس ضمن میں حافظ ابن کثیرؒ نے فقہاء کے مندرجہ ذیل اقوال نقل کئے[12]:

أ. امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعُوذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ کے الفاظ کافی ہیں۔

ب. بعض فقہاء نے اعُوذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ پر اعُوذُ بِاللّٰہ السَّمِیعِ الْعَلِیمِ کا اضافہ کیا ہے۔

ت. بعض فقہاء کے تعوذ کے الفاظ اعُوذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ انَّ اللہ ھو السمیع العلیم ہیں۔

ث. امام ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک اسْتَعِیذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ پڑھے۔ اس سے قرآن پاک کی اس آیت فَاذَا قَرَاتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ [13] پر عمل بھی ہو جائے۔ اور ابن عباسؓ کی حدیث جو ضحاک نے روایت کی ہے کے ساتھ بھی مطابقت ہو۔

آپ نے ان چار اقوال میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے قول کو ترجیح دی کیونکہ یہ ثابت شدہ صحیح احادیث کے مطابق ہے۔

4۔ رمضان کے قضاء روزوں میں تسلسل واجب ہے یا درمیان میں وقفہ کیا جا سکتا ہے۔ آپؒ نے اس ضمن میں فقہاء کے مندرجہ ذیل اقوال نقل کئے:

أ. تسلسل واجب ہے کیونکہ قضا ادا کی طرح ہے اور ادا روزے بھی چونکہ تسلسل کے ساتھ ہیں اس لئے قضا بھی تسلسل کے ساتھ ہو۔

ب. روزوں میں تسلسل واجب نہیں ہے۔ یہ تسلسل صرف رمضان کی وجہ سے ہے رمضان کے علاوہ دوسر مہینوں میں صرف گنتی پورا کرنا ہے جو قرآن پاک کی درج ذیل آیت سے ثابت ہے۔

فَعِدَّةٌ مِنْ أَيامٍ أُخَرَ يرِيدُ اللَّه بِكُمُ الْيسْرَ وَلَا يرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ [14]

آپ شافعی تھے لیکن دلائل کی بنا پر دوسرے مذاہب کی رائے بھی اپناتے تھے۔

آپ کا اپنا مسلک تو شافعی تھا لیکن دلائل اگر قوی ہوتے تو دوسرے ائمہ کا مسلک بھی اختیار کرتے تھے۔ تفسیر ابن کثیر سے اس کی مثالیں یہ ہے:

أ. سورۃ البقرۃ کی آیت فَمَن شهدَ مِنكُمُ الشَّهرَ [15] کی تفسیر میں تمام فقہاء کے اقوال لکھتے ہیں اور پھر جمہور کا یہ قول اپناتے ہیں کہ رمضان میں مسافر کے لئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں بندے کے پاس اختیار ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بعض صحابہ کرام روزے سے ہوتے تھے اور بعض افطار کرتے تھے [16]۔ آپ نے اس میں امام شافعی کا مسلک جو یہ ہے کہ مسافر کے لئے رمضان میں روزہ رکھنا افطار سے افضل ہے اختیار نہیں کیا [17]۔

ب. آپ نے طلاق ثلاثہ میں ابن تیمیہؒ کا فتویٰ اختیار کیا جس کی وجہ سے آپ کو تکلیفات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ [18]

ت. آپ سورۃ النساء کی آیت ذٰلِكَ أَدْنىٰ أَلاَّ تَعُولُوا [19] کی تفسیر میں امام شافعی کا یہ قول کہ تَعُولُوا سے عائلہ یعنی خاندان زیادہ ہونا مراد ہے قبول نہیں کیا کیونکہ اگر اس سے مراد خاندان کا زیادہ ہونا مراد ہے تو پھر تو لونڈیوں سے بھی خاندان میں

اضافہ ہوتا ہے تو اس پر اس کا اطلاق ہونا چاہیئے۔اس سے مراد ان لا تجوروہے یعنی ایسا نہ ہو کہ تم ظلم کرو اور یہ جمہور کا قول ہے۔[20]

فقہاء کے ضعیف اقوال کی نشاندہی

آپ جب فقہی احکام کے بیان میں فقہاء کے اقوال بیان کرتے ہیں تو ان میں ضعیف قول کی باقاعدہ نشاندہی کرتے ہیں اور اس کے ضعف کے دلائل بیان کرتے ہیں۔کسی قول کے ضعف کے اظہار کے لئے آپ یہ کلمات استعمال اختیار کرتے ہیں۔

و هوَ فِي غَايَةِ الضَّعْفِ،وَهذَا أَضْعَفُ الْأَقْوَالِ،وَهذَا الِاسْتِدْلَالُ ضَعِيفٌ، اسْتِدْلَالٌ ضَعِيفٌ

اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

اُ. آپ نے داؤد الظاہری کے قول کہ لونڈی کو شادی سے پہلے سو کوڑے اور شادی کے بعد پچاس کوڑے مار دیئے جائیں گے کو ضعیف قرار دیا۔اس طرح ابو ثور کے اس قول کو بھی ضعیف قرار دیا کہ اسے پہلے پچاس کوڑے مار دیئے جائیں گے اور بعد میں اسے رجم کیا جائے گا[21]۔

ب. اس کی دوسری مثال صلوۃ الخوف ہے۔بعض فقہاء نے کہا کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ آیت میں صراحت کے ساتھ واذا کنت فیھم لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول ان کے درمیان ہوں گے تو صلواۃ الخوف ہوگی ورنہ نہیں ہوں گی۔ آپ نے اس کی تردید کی اور فرمایا کہ خذ من اموالھم صدقۃ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات سے خطاب ہے تو وہاں بھی زکواۃ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے مشروط ہو حالانکہ اس طرح نہیں ہے۔زکواۃ ہر حال میں فرض ہے۔رسول اللہ ﷺ ہوں یا نہ ہوں۔اس طرح صدقات بھی ہر حال میں دی جاتی ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کیذات سے مشروط نہیں ہیں[22]۔

فقہی احکام میں ناسخ اور منسوخ کا بیان

ناسخ و منسوخ کا علم قرآن پاک کی تفسیر کے لئے انتہائی ضروری ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسا حکم مقدم ہے اور کونسا مؤخر ہے۔مفسر کو یہ علم حاصل ہو تو پھر وہ صحیح معنوں میں فقہی احکام اور مسائل کی تشریح اور توضیح کر سکتے ہیں۔آپ نے فقہی احکام کے بیان میں اس کا بھی جہاں ضرورت پڑی ذکر کیا ہے۔یہ تفسیر ابن کثیر کی مندرجہ ذیل مثالوں سے معلوم ہوتا ہے:

1. سورۃ البقرۃ کی آیت وَالَّذِينَ يتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيذَرُونَ ازْوَاجًا وَصِيةً لِازْوَاجِهِمْ مَتَاعًا الَى الْحَوْلِ غَيرَ اخْرَاجٍ[23] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ اکثر صحابہ وتابعین کے نزدیک اس آیت وَالَّذِينَ يتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيذَرُونَ ازْوَاجًا يتَرَبَّصْنَ بِانْفُسِهِنَّ ارْبَعَةَ اشْهرٍ وَعَشْرًا[24] سے منسوخ ہے۔

2. سورۃ التوبۃ کی آیت انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا[25] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں غزوۃ تبوک کے لئے تمام مسلمانوں کو ہر حال میں نبی ﷺ کے ہمراہ جانے کا حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ معذور ہو یا غیر معذور۔ صحابہ کرام کے لئے اس میں مشکلات تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اسے اس آیت لَیسَ عَلَی الضُّعَفاءِ وَلا عَلَی المرضیٰ وَلا عَلَی الَّذینَ لا یجِدونَ ما ینفِقونَ حَرَجٌ اذا نَصَحوا لِلّٰه وَرَسولِه [26] سے منسوخ کر دیا۔ یعنی ضعیف، بیمار اور تنگ دست اور فقیر لوگوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے حامی اور خیر خواہ ہوں۔ ایسے لوگ اگر میدانِ جنگ میں نہ جائے تو ان پر کوئی حرج نہیں[27]۔"

ایک امام کے مختلف اقوال کا بیان

ایک امام سے اگر ایک فقہی مسئلے میں مختلف اقوال مروی ہوں تو آپ ان تمام اقوال کو دلیل کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور اگر ایک قول مرجوح ہو تو اس کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کی مثال مندرجہ ذیل فقہی مسائل ہیں:

1. امام شافعی نے اپنی کتاب ''الاملاء'' میں فرمایا ہے:

امام نماز میں اونچی آواز میں تعوذ پڑھے گا اور اگر آہستہ آواز میں پڑھے تو اس سے کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا ہے۔ امام شافعی سے کتاب الام میں دوسرا قول بھی مروی کہ جہر اور اخفا میں اختیار ہے کیونکہ ابن عمرؓ اخفا کرتے تھے اور ابوھریرۃؓ جہر کرتے تھے[28]۔"

2. پہلی رکعت کے علاوہ دوسری رکعت میں تعوذ کے بارے لکھتے ہیں:

"اس میں امام شافعی سے دو اقوال مروی ہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ پہلی رکعت کے علاوہ دوسری رکعات میں تعوذ پڑھنا مستحب نہیں ہے[29]۔"

3. سورۃ البقرۃ کی اس آیت لِلَّذِینَ یؤْلُونَ مِنْ نِسائِهِمْ تَرَبُّصُ ارْبَعَةِ اشْهرٍ[30] کی تفسیر میں امام شافعیؒ کے دو اقوال نقل کرتے ہیں اور پھر آخری قول جو جمہور کی رائے کے مطابق ہے کو ترجیح دیتے ہیں[31]:

4. اس آیت فَانْ فاؤُ فَانَّ اللّٰه غَفُورٌ رَحِیمٌ کی تفسیر میں آپ امام شافعی کے یہ دو اقوال نقل کرتے ہیں۔

أ. ایک قدیم قول ہے جو یہ ایلاء کرنے والا چار مہینوں کے بعد اگر رجوع کرے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور اس کی تایید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَنْ حَلَفَ عَلَی یمِینٍ فَرَای غَیره خَیرًا مِنْه ، فَتَرْکه کفاره[32]

"جس نے قسم کھائی پھر اس کے چھوڑنے میں اسے بھلائی معلوم ہوئی تو اس کا چھوڑنا ہی اس کا کفارہ ہے۔"

ب. امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ ایلاء کرنے والا اگر چار مہینوں کے بعد رجوع کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ ہر حالف پر کفارہ واجب ہے اور یہی جمہور کا قول بھی ہے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

مَنْ حَلَفَ عَلَی یمِینٍ فَرَای غَیره خَیرًا مِنْه ، فَلْیکَفِّرْ عَنْ یمِینِه، وَلْیفْعَلِ الَّذِی هوَ خَیرٌ[33]

"جس نے قسم کھائی پھر اس کے چھوڑنے میں اسے خیر معلوم ہوا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جو اسے خیر معلوم ہوتا ہے اسے کرے۔"

جمہور فقہاء کے ساتھ اتفاق

حافظ ابن کثیرؒ فقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں اور اکثر جمہور کے ساتھ اتفاق کر لیتے ہیں اور ان کی رائے کو اپنا لیتے ہیں۔اس کی تایید مندرجہ ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔

1. آپؒ نے سورۃ البقرۃ کی آیت وَمَن كانَ مَرِيضًا او عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن ايامٍ اخَرَ[34] کی تفسیر میں قضا روزوں کے ضمن میں جمہور کا یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ قضا روزے مسلسل رکھنا واجب نہیں بلکہ یہ مرضی پر منحصر ہے کہ ایسے روزے الگ الگ دنوں میں رکھے جائیں یا متواتر دنوں میں۔
2. سورۃ البقرۃ کی اس آیت لِلَّذِينَ يؤْلُونَ مِنْ نِسائِهِمْ تَرَبُّصُ ارْبَعَةِ اشْهرٍ[35] کی تفسیر میں آپ نے یہ قول اختیار کیا کہ ایلاء کرنے والا اگر چار مہینوں کے بعد رجوع کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ ہر حالف پر کفارہ واجب ہے اور یہی جمہور کا قول بھی ہے۔یہ مندرجہ ذیل صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يمِينٍ فَرَاى غَيره ا خَيرًا مِنْه ، فَلْيكَفِّرْ عَنْ يمِينِه، وَلْيفْعَلِ الَّذِى هوَ خَيرٌ[36]

"جس نے قسم کھائی پھر اس کے چھوڑنے میں اسے خیر معلوم ہوا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جو اسے خیر معلوم ہوتا ہے اسے کرے۔"

3. آپ نے اس آیت فول وجھک کی تفسیر سے میں فقہاء کے مندرجہ ذیل اقوال لکھے ہیں[37]۔

اَ. مالکی فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ نمازی آگے دیکھے گا نہ کہ سجدے کی جگہ کیونکہ اگر وہ سجدے کی جگہ دیکھے تو اسے جھکنا پڑے گا جو کامل قیام کے منافی ہے۔

ب. امام شافعی،امام ابو حنیفہ اور امام احمد نے کہا کہ وہ سجدے کی جگہ کو دیکھے گا کیونکہ اس میں خشوع زیادہ ہے۔یہی جمہور کا قول ہے جو راجح ہے۔

ت. آپؒ سورۃ البقرہ کی آیت وَلِلَّه عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيه سَبِيلًا[38] کی تفسیر میں جمہور کے قول کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں:

هَذِهِ آيةُ وُجُوبِ الْحَجِّ عِنْدَ الْجُمْهُورِ وَقِيلَ: بَلْ هِي قَوْلُهُ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ، وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ.[39]

"یہی آیت ہے جس سے جمہور کے نزدیک حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ واتموا الحج سے حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے، لیکن پہلا قول راجح ہے۔"

فقہی احکام کے بیان میں لغت عرب سے استدلال

1. آپؒ الْحَجُّ اشْهرٌ مَعْلُوماتٌ[40] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جمہور کے نزدیک اس سے شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ اشھر تو جمع ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے لیکن یہ تو تین مہینے کامل نہیں بلکہ دو مہینے اور دس دن ہیں تو کس طرح اس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں کہ یہ تغلیب کی وجہ سے ہے اور اس کے لئے لغت سے استدلال کرتے ہیں کہ اہل عرب کہتے ہیں کہ رایته الْعَامَ وَرَايْتُه الْيوْمَ کہ میں نے اسے اس سال یا اس دن دیکھا اور اس سے مراد پورا سال اور دن نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا بعض حصہ ہوتا ہے۔ اس طرح قرآن میں ایک دوسری مقام پر آیا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يوْمَينِ فَلا اثْمَ عَلَيه اس سے مراد ایک دن اور دوسرے دن کا آدھا حصہ ہے نہ کہ مکمل دو دن لیکن اس کے لئے قرآن نے دو دن کے الفاظ استعمال کئے جو تغلیب کی وجہ سے ہے [41]۔"

2. آپ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيباً کی تفسیر میں تیمم کی وضاحت کرتے ہیں:

التَّيمُّمُ فِي اللُّغَةِ، هوَ الْقَصْدُ، تَقُولُ الْعَرَبُ: تَيمَّمَكَ اللَّه بِحِفْظِه، أَي قَصَدَكَ [42]

"لغت میں تیمم کا معنی قصد کرنا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں کہ اللہ تعالی تجھے اپنے حفظ میں رکھنے کا قصد کرے۔"

3. آپ لحم الخنزیر کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"اس میں خنزیر کے تمام اجزاء شامل ہیں اور اس کے لئے لغت عرب سے استدلال کرتے ہیں۔ آپ ظاہریہ کی لغوی تکلفات پر تنقید بھی کرتے ہیں کہ لحم الخنزیر میں خنزیر کے تمام اجزاء کو شامل کرنے کے لئے ان لغوی تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ غلط ہیں۔ ظاہریہ کے نزدیک فانہ رجس میں "ہ" کا ضمیر خنزیر کی طرف راجع ہے اس لئے اس سے مراد تمام خنزیر ہے۔ آپ نے اس پر تنقید کی کہ ضمیر کا مرجع مضاف ہوتا ہے نہ کہ مضاف الیہ لہٰذا یہ استدلال غلط ہے [43]۔"

آیت کی تفسیر میں فقہی مسائل کا ترتیب وار استنباط

آپ بعض اوقات کسی آیت کی تفسیر میں ترتیب کے ساتھ اس سے مستنبط فقہی مسائل کا بیان کرتے ہی اور ایک مقام پر آپ نے اس کے لئے یہ کلمات استعمال کئے وَههنا مَسَائِلُ تَتَعَلَّقُ بِهذِه الْآيةِ، کہ اس آیت سے کئی مسائل نکلتے ہیں۔ اس طرح ترتیب وار فقہی احکام کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

اَ. آپؒ نے یاأَیها الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيكُمُ الْقِصاصُ فِي الْقَتْلى [44] کی تفسیر پانچ فقہی مسائل بیان کئے اور آخر میں جمہور کے فتوی کا ذکر کیا [45]۔

ب. آپ نے الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسانٍ [46] کی تفسیر میں خلع لینے والی خاتون کے بارے متعدد مسائل کا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا [47]۔

فقہی احکام کے مآخذ

حافظ ابن کثیرؒ بعض اوقات فقہی احکام کے ساتھ ان کے مأخذ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔آپ کی تفسیر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہی احکام میں آپ نے زیادہ تر مندرجہ ذیل کتب سے استفادے کا ذکر کیا ہے۔

1. **الام**: یہ امام شافعیؒ کی کتاب ہے۔آپ نے مندرجہ ذیل تین مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ جلد1ص29 ، جلد3ص15، جلد3ص159
2. **الاملاء**: یہ بھی امام شافعیؒ کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام جلد1ص29پر اس کتاب کاذکر کیاہے۔
3. **المختصر**: یہ بھی امام شافعیؒ کی کتاب ہے۔آپ نے دو مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ جلد3 ص15، جلد6ص340
4. **الاستذکار**: یہ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبیؒ کی کتاب ہے۔آپ نے مندرجہ ذیل تین مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ جلد1ص463، جلد1ص469، جلد2ص223
5. **الشامل فی فروع الشافعیۃ** : یہ ابن الصباغ کی کتاب ہے۔آپ نے مندرجہ ذیل تین مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ جلد2ص249، جلد2ص306، جلد3ص110
6. **کتاب الموال الشرعیۃ وبیان جھاتھا ومصارفھا**: یہ ابو عبید اللہ القاسم بن سلام کی کتاب ہے۔آپ نے اس سے ایک مقام جلد4ص7پر استفادہ کیاہے۔
7. **الایجاز فی علم الفرائض** : یہ ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن اللبان البصری کی کتاب ہے۔آپ نے دو مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ جلد2ص199، جلد2ص202
8. **المحلی**: یہ ابو محمد بن حزم علی الظاہریالمتوفی 456 ھ کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کاذکر کیاہے اور وہ یہ ہے جلد1ص369
9. **نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب**: یہ ابولمعالی الجوینی کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کاذکر کیاہے اور وہ یہ ہے جلد3ص32
10. **الارشاد فی اصول الدین**: یہ امام الحرمین ابولمعالی الجوینی کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کاذکر کیاہے اور وہ یہ ہے جلد2ص249
11. **الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی**: یہ علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی المرغینانی کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کاذکر کیاہے اور وہ یہ ہے جلد3ص292

12. **الاشراف علی مذاھب الاشراف** : یہ ابو المظفر یحی بن محمد بن ہبیرۃ کی کتاب ہے۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے جلد 1 ص 255

13. **کشف المغطی فی تبیین الصلاۃ الوسطی**: یہ حافظ ابو محمد عبد المؤمن بن خلف الدمیاطی کی کتاب ہے۔۔آپ نے ایک مقام پر اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے جلد 1 ص 490

14. **الشرح الکبیر**: اس کے مؤلف کا نام عبد الکریم بن محمد الرافعی القزوینی ہے۔آپ نے اس کا ایک مقام پر ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ جلد 2 ص 249

حواشی وحوالہ جات

1 سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین، الاتقان فی علوم القران 4:40، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب 1975م

2 ابن کثیر ابو الفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ 14:214 بیروت داراحیاء التراث العربی 1988ء

3 سبکی، تاج الدین عبد الوہاب بن، طبقات الشافعیۃ الکبری 1:326، ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع 1413ھ

4 ابن خزیمہ ابو بکر محمد بن اسحاق، صحیح ابن خزیمۃ، حدیث (2596) ، بیروت المکتب الاسلامی (س۔ن)

5 ابن کثیر ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم 1: 418، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1419ھ

6 نفس مصدر 6:408

7 تفسیر القرآن العظیم 2: 180

8 سورۃ المائدۃ 5:38

9 تفسیر القرآن العظیم 3:98

10 امام بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، صحیح بخاری، حدیث (6795)۔۔۔امام مسلم، مسلم بن الحجاج صحیح مسلم، باب حد السرقۃ، حدیث (1686) بیروت، داراحیاء التراث العربی (س۔ن)

11 صحیح بخاری، بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ حدیث (6789)

12 تفسیر القرآن العظیم، 1:29

13 سورۃ النحل 16:98

14 سورۃ البقرۃ 2:185

15 سورۃ البقرۃ 2:185

16 صحیح مسلم، بَابُ جواز الصوم والافطار فی السفر، حدیث (1113)

17 تفسیر القرآن العظیم، 1:370

18 ابو بکر احمد بن محمد بن عمر الاسدی، طبقات الشافعیۃ 3:86، بیروت عالم الکتب 1407ھ

19 سورۃ لنساء 4:3

20 تفسیر ابن کثیر 2:186

21 تفسیر ابن کثیر 231:2
22 نفس مصدر 354:2
23 سورۃ البقرۃ: 240:2
24 سورۃ البقرۃ: 234:2
25 سورۃ التوبۃ: 41:9
26 سورۃ التوبۃ 41:9
27 سورۃ التوبۃ 41:9
28 تفسیر القرآن العظیم 29:1
29 نفس مصدر 29:1
30 سورۃ البقرۃ 226:2
31 تفسیر القرآن العظیم 454:1
32 ابوداؤد، ابوداود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، باب الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِم حدیث (3274) بیروت المکتبۃ العصریہ (س۔ن)
33 صحیح مسلم، بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، حدیث (1560)
34 سورۃ البقرۃ 185:2
35 سورۃ البقرۃ 226:2
36 صحیح مسلم، بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، حدیث (1560)
37 تفسیر القرآن العظیم 332:1
38 سورۃ آل عمران 97:3
39 تفسیر القرآن العظیم، 70:2
40 سورۃ البقرۃ 197:2
41 تفسیر القرآن العظیم، 403:1
42 نفس مصدر 280:2
43 تفسیر القرآن العظیم 13:3
44 سورۃ البقرۃ 178:2
45 تفسیر القرآن العظیم، 358:1
46 سورۃ البقرۃ 229:2
47 تفسیر القرآن العظیم، 469:1